ظفر علی خانؒ نے ایک دفعہ غزل کہی اور اپنے استاد شبلی نعمانی سے ذکر کیا۔ اس پر شبلیؒ سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ یا تو شاعری چھوڑ دو، ورنہ غزل کی شاعری سے توبہ کرو اور قومی مسائل پر اظہارِ خیال کرو۔ (ظفر علی خان اور ان کا عہد ص ۳۴)

ظفر نے "اسلام اور سائنس" کا ترجمہ کرتے وقت جہاں کوئی بات خلافِ اسلام دیکھی، انہوں نے نوٹ میں اچھی طرح پردہ دری کی ہے۔ اس وقت وہ مترجم نہیں، اچھے خاصے تندمزاج مولوی ہیں۔ (مقالات شبلی ص ۳۰۴)

فاسقانہ مزاج شعراء، ادباء اور مصور خیالی دیویوں کی پرستش کے لیے فضا کا چکر لگاتے ہیں۔ واقعاتی دنیا کی دھڑکتی رگوں کا نباض وہ نہیں جو صرف سامعین وناظرین کی ہونٹوں پر کھیلتی مسکراہٹ اور رہاؤ ہو کو ادب سمجھتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا:

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار
موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہنر ان برہمنوں کا بیزار
چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار
ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بیچاروں کے اعصاب پر عورت ہے سوار

خلاصہ کلام ذوقِ شعروادب کی حوصلہ شکنی نہیں؛ بلکہ مقصد صرف اعلیٰ پائے کے بھٹکے ہوئے آہوؤں کو فحاشی ومعصیت کی مسموم وخاردار گھاٹیوں سے نکال کر سوئے حرم لے جانا ہے، جہاں امن ومروت سے بھرپور پاکیزہ فضا ان کی راہوں میں آنکھیں بچھانے کو تیار ہے۔ ہمارے بلند پایہ اہل زبان کو اعلیٰ معیار کے شعروادب کا پرچار کرتے ہوئے ہردم بلندی کی جانب محوسفر رہنا چاہیے، اس عظیم ہنر کو تخریب وفساد کا ذریعہ بنانا زیب نہیں دیتا۔ آپ کی زبان وقلم وارثانِ علم نبوت کا ترجمان اور ائمہ اسلام کا پیروکار ہوجائے تو آپ ادب وثقافت کے محاذ پر اسلام کے مجاہد بنیں گے۔ امام الانبیاء ﷺ کا ارشاد ہے: "إن المؤمنَ يجاهدُ بسيفِه ولسانِه" [مسند أحمد عن كعب بن مالك] "بیشک مؤمن اپنی تلوار کے ذریعے جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔"

اثر شعر وسخن سے کام لے اصلاحِ امت کا
"خدا عالم میں پھیلائے ترے اشعار کی خوشبو

اصلاحِ عقیدہ

تقدیر پر ایمان

میاں انوار اللہ

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝﴾ [القمر ٤٩] "بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "مشرکین قریش نے رسول اللہ ﷺ سے عقیدہ تقدیر کے بارے میں جھگڑا کیا، تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی۔" [صحیح مسلم کتاب القدر باب کل شیء بقدر]

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلاً﴾ [الأنعام ٢] "وہی ذات ہے، جس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا، پھر موت کے وقت کا فیصلہ فرمایا۔" ﴿وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا﴾ [حٰمۤ السجدة ١٠] "اور زمین میں اس کی روزیاں مقرر فرما دیں۔" ﴿قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا﴾ [الطلاق ٣] "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر فرما دیا ہے۔" ﴿نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ﴾ [الواقعة ٦٠] "ہم نے تمہارے درمیان موت کو مقرر فرما دیا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی۔" [صحیح مسلم القدر باب کل شیء بقدر ١٧٩٧]

مصائب اللہ کے حکم سے آتے ہیں:

﴿مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتَاكُمْ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝﴾ [الحدید ٢٢-٢٣] "جو بھی مصیبت زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں میں، وہ تمام ان کی پیدائش سے قبل ہی کتاب میں درج ہے۔ تاکہ تم چھوٹی ہوئی چیز پر افسوس نہ کریں اور حاصل شدہ چیز پر اترایا نہ کریں۔ اور اللہ پاک ہر تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔"

﴿قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ [التوبة ٥١] "فرما دیجیے کہ ہماری قسمت میں اللہ پاک نے جو مصیبت لکھ رکھی ہے، اس کے علاوہ ہمیں ہرگز کچھ

نہیں پہنچ سکتا۔ وہی ہمارا مشکل کشا ہے، اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ پاک کی مدد طلب کرو، ہمت ہار کر نہ بیٹھے رہو۔ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو: اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا۔ لیکن یہ کہو: ''قدرَ اللّٰہُ وما شاءَ فعلَ'' اللہ نے یہی مقدر کیا اور جو چاہا کر دیا۔ بلاشبہ ''اگر'' شیطان کا راستہ کھول دیتا ہے۔''

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [التغابن ۱۱] ''جو بھی مصیبت آتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی آتی ہے۔'' مصائب تین قسم کی ہوتی ہیں:

(۱) جو انسان کی شامت اعمال ہوتے ہیں۔

(۲) جن میں اہل ایمان کو آزمائش کے لیے گزارا جاتا ہے۔

(۳) اتفاقی حوادث: ایسے مصائب مؤمنوں کیلئے گناہوں کا کفارہ اور بلندیِ درجات کا باعث بنتے ہیں۔☆

ولادت اور وفات کا ریکارڈ اللہ کے پاس پہلے سے موجود ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجاً وَّمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ وَ مَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَ لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○﴾ [فاطر ۱۱] ''اور اللہ پاک نے تمہیں مٹی سے بنایا، پھر نطفے سے پیدا فرمایا، پھر تمہیں جوڑے بنا دیے۔ اور جو بھی مؤنث حاملہ ہوتی ہے اور جو کچھ جنتی ہے وہ سب اس کے علم سے ہوتا ہے۔ اور جس کسی کو لمبی عمر دی جائے اور جس کی عمر کم رکھی جائے' وہ سب با قاعدہ کتاب میں درج ہے۔ بیشک یہ کام اللہ پاک پر بالکل آسان ہے۔''

یہی ''نوشتۂ تقدیر'' ہے، جس سے کوئی چیز ہٹ نہیں سکتی۔ اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

ام المؤمنین ام حبیبہؓ نے دعا کرتے ہوئے کہا: ''یا اللہ! مجھے میرے خاوند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میرے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور میرے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ سے فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرما۔'' یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے اللہ سے ایسی چیزیں مانگی ہیں، جن کی میعادیں مقرر ہو چکی ہیں، دن معین ہو گئے ہیں، روزیاں تقسیم ہو گئی ہیں۔

☆ دوسری اور تیسری قسم ایک ہی ہے فتدبر نیز ''اتفاقی'' صرف ہماری نظر میں ہوتی ہے۔ دراصل یہ اصطلاح ہی درست نہیں۔ کیونکہ علم الٰہی میں ہر واقعہ پہلے سے طے شدہ ہے۔ لہٰذا تمام واقعات کو ''تقدیری'' کہنا چاہیے۔ (ابو محمد)

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے مقررہ وقت سے پہلے نہیں کرے گا۔ نہ ہی اس کے وقت سے دیر کرے گا۔ اگر تو اللہ سے یہ دعا مانگتی کہ'' جہنم کے عذاب سے نجات دے یا عذاب قبر سے محفوظ رکھ'' تو تیرے لیے بہتر یا افضل ہوتا۔'' [مسلم القدر بیان أن الآجال..] عمریں مقرر ہیں، جن میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ اس کے لیے دعا کرنا فضول ہے۔ مغفرت کا معاملہ بھی نوشتہ تقدیر ہے، تاہم اس مقصد کے لیے دعا کرنا بہتر اور مفید ہے؛ کیونکہ دعا کرنا عبادت ہے۔

''**صِلۃُ الرحمِ تزیدُ فِی العمرِ**''[الأوسط للطبرانی عن أبی أمامة وصححه الألبانی] ''ناطہ ملانے سے عمر بڑھتی ہے۔'' یعنی وہی عمر، جو اس عمل کی برکت سے اللہ پاک نے بڑھانا لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہو۔ لیکن جو عمر علمِ الٰہی میں ہے، وہ گھٹ یا بڑھ نہیں سکتی۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد اضافہ نہیں، برکت ہے۔ یعنی اسی مقررہ عمر کے اندر نیکیوں کی زیادہ توفیق ملتی ہے۔

کائنات کا نظام اللہ پاک نے مقرر فرما رکھا ہے۔

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ○ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ○﴾[یٰسٓ ۳۸-۴۰] ''اور سورج اپنی مقرر گزرگاہ پر چل رہا ہے، یہی زبردست علم والی ہستی کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر فرمائی ہیں، حتیٰ کہ (گھٹتے گھٹتے) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے سکتی ہے، سب اپنے اپنے مقررہ مدار میں تیزی سے رواں دواں ہیں۔''

یہ آیت حقانیتِ قرآن کی زندہ دلیل ہے۔ کیونکہ آج سائنسدان متفق ہیں کہ اپنے نظامِ شمسی کو لے کر سورج خود بھی گردش کر رہا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غروبِ آفتاب کے وقت رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو، کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''یہ جا کر عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا، مگر قبول نہ ہوگا اور کہا جائے گا: ''جدھر سے آئے ہو اُدھر کو لوٹ جاؤ'' پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔'' [صحیح البخاری بدء الخلق باب صفة الشمس والقمر]

قرآن کریم نے ہمیں سمجھانے کے لیے دو الفاظ ''قضا'' اور قدر'' استعمال کیے ہیں۔ قضا کے معنی ''فیصلہ کرنے'' کے ہیں، اور قدر کے معنی ہیں ''اندازہ''۔ کائنات کی پیدائش سے قبل ہر ایک چیز کے متعلق اللہ پاک نے اپنی تقدیر (اندازہ) سے مقرر فرما دیا اور اس کا فیصلہ لکھوا دیا۔ اسی تقدیر کے مطابق یہ نظامِ کائنات رواں دواں ہے۔

یہ آیات کریمہ بڑے وسیع مفہوم کی حامل ہے۔ اللہ پاک نے اپنی تخلیق کو انتہائی بجے تلے انداز میں پیدا فرمایا۔ مثلاً مچھلیوں کو پانی سے آکسیجن حاصل کرنے کے لیے جس قسم کے گلپھڑوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کر دیے۔ برفانی پہاڑوں کے جانوروں کے جسم پر ایسے لمبے لمبے بال اور پشمینہ پیدا فرمائے، جو انہیں سردی کی شدت سے تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ زمین کو سورج سے ایسے مناسب فاصلے پر رکھا کہ اگر زمین موجودہ فاصلے کی نسبت صرف ایک فیصد دور ہوتی تو منجمد ہو کر رہ جاتی۔ اگر پانچ فیصد قریب ہوتی تو تمام سمندر بھاپ بن کر اڑ جاتے اور زمین بھٹی کا منظر پیش کرتی۔

پہلی آسمانی کتابوں میں قضا و قدر کا ثبوت

زبور (۱۳۸-۱۴) میں ہے: ''تیرے کام حیرت انگیز ہیں۔ اس کا میرے جی کو بڑا یقین ہے۔ جبکہ میں پردے میں بنایا جاتا تھا اور زمین کے اسفل میں منقوش ہوتا تھا، تو میرے جسم کی صورت تجھ سے پوشیدہ نہیں تھی۔ تیری آنکھوں نے میرے بے ترتیب مادے کو دیکھا اور تیرے دفتر میں یہ سب چیزیں لکھی گئیں۔ اور ان کے دلوں کا حال بھی کہ کب بنیں گی، جب ابھی تک ان میں سے کوئی بھی چیز نہ تھی۔''

زبور کا ترانہ (۱۴۸) ''خداوند کے نام کی ستائش کہ اس نے حکم دیا اور وہ (مخلوقات) موجود ہو گئے۔ اس نے ان کو پائیداری بخشی۔ اس نے ایک تقدیر مقرر کی جو ٹل نہیں سکتی۔''

(نلپون ۱۳-۲) میں اور رومیوں کے باب نہم میں مفصل درج ہے۔

توریت میں حضرت بابا آدم علیہ السلام اور شیطان، اور ہابیل و قابیل کے واقعات میں قضا و قدر کے واضح اشارے موجود ہیں۔

کفار کا تقدیر کو جھٹلانا

﴿يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ